کیا اور گرمیوں میں کیا دور دراز کا سفر امن وامان سے طے کر سکتے تھے کیونکہ مکے جیسے محترم شہر میں رہنے کی وجہ سے ہر جگہ ان کی عزت ہوتی تھی بلکہ ان کے ساتھ بھی جو ہوتا تھا امن وامان سے سفر طے کر لیتا تھا' اسی طرح وطن سے ہر طرح کا امن انہیں حاصل ہوتا تھا جیسے کہ اور جگہ قران کریم میں موجود ہے کہ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو امن والی جگہ بنا دیا ہے' اس کے آس پاس تو لوگ اچک لئے جاتے ہیں لیکن یہاں کے رہنے والے نڈر ہیں۔ امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں لِاِیْلٰفِ میں پہلا لام تعجب کا لام ہے اور دونوں سورتیں بالکل جداگانہ ہیں جیسا کہ مسلمانوں کا اجماع ہے' تو گویا یوں فرمایا جا رہا ہے کہ تم قریشیوں کے اس اجتماع اور الفت پر تعجب کرو کہ میں نے انہیں کیسی بھاری نعمت عطا فرما رکھی ہے' انہیں چاہئے کہ میری اس نعمت کا شکر اس طرح ادا کریں کہ صرف میری ہی عبادت کرتے رہیں۔ جیسے اور جگہ ہے قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا یعنی اے نبی تم کہہ دو کہ مجھے تو صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی ہی عبادت کروں جس نے اسے حرم بنایا جو ہر چیز کا مالک ہے' مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کا مطیع اور فرمانبردار رہوں۔

پھر فرماتا ہے وہ رب بیت جس نے انہیں بھوک میں کھلایا اور خوف میں نڈر رکھا انہیں چاہئے اس کی عبادت میں کسی چھوٹے بڑے کو شریک نہ ٹھہرائیں' جو خدا کے اس حکم کی بجا آوری کرے گا وہ تو دنیا کے اس امن کے ساتھ آخرت کے دن بھی امن وامان سے رہے گا اور اس کی نافرمانی کرنے سے یہ امن بھی بے امنی سے اور آخرت کا امن بھی ڈر خوف سے انتہائی مایوسی سے بدل جائے گا۔ جیسے اور جگہ فرمایا ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً اللہ تعالیٰ ان بستی والوں کی مثال بیان فرماتا ہے جو امن واطمینان کے ساتھ تھے' ہر جگہ سے بافراغت روزیاں کھچی چلی آتی تھیں لیکن انہیں خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرنے کی سوجھی چنانچہ خدائے تعالیٰ نے بھی انہیں بھوک اور خوف کا لباس چکھا دیا' یہی ان کے کرتوت کا بدلہ تھا' ان کے پاس ان ہی میں سے خدا کے بھیجے ہوئے آئے لیکن انہوں نے اسے جھٹلایا اس ظلم پر خدا کے عذابوں نے انہیں گرفتار کر لیا۔ ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریشیو تمہیں تو خدا یوں راحت و آرام پہنچائے' گھر بیٹھے کھلائے پلائے' چوطرف بدامنی کی آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں اور تمہیں امن وامان سے میٹھی نیند سلائے' پھر تم پر کیا مصیبت ہے جو تم اپنے اس پروردگار کی توحید سے جی چراؤ اور اس کی عبادت میں دل نہ لگاؤ بلکہ اس کے سوا دوسروں کے آگے سر جھکاؤ؟ الحمدللہ سورۂ لایلاف کی تفسیر ختم ہوئی۔

تفسیر سورۃ الماعون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝١ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝٢ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝٣ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝٤ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝٥ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝٦ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝٧

ع ۷ / ۲۲

شروع اللہ کے نام سے جو رحمان ورحیم ہے ○

کیا تو نے اسے بھی دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے ○ یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے ○ اور مسکین کو کھلانے کی رغبت نہیں دیتا ○ ان نمازیوں کے لئے ویل نامی جہنم کی جگہ ہے ○ جو اپنی نماز سے غافل ہیں ○ جو ریاکار ہیں ○ اور برتنے کی چیز روکتے ہیں ○

نماز میں غفلت اور یتیموں سے نفرت: ☆☆ (آیت:۱-۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد ﷺ تم نے اس شخص کو دیکھا؟ جو قیامت کے دن کو جو جزا و سزا کا دن ہے جھٹلاتا ہے' یتیم پر ظلم و ستم کرتا ہے' اس کا حق مار کھاتا ہے' اس کے ساتھ سلوک و احسان نہیں کرتا مسکینوں کو خود تو کیا دیتا دوسروں کو بھی اس کار خیر پر آمادہ نہیں کرتا - جیسے اور جگہ ہے کَلَّا بَلۡ لَّا تُكۡرِمُوۡنَ الۡيَتِيۡمَ وَلَا تَحٰٓضُّوۡنَ عَلٰى طَعَامِ الۡمِسۡكِيۡنِ یعنی جو برائی تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے کہ نہ تم یتیموں کی عزت کرتے ہو نہ مسکینوں کو کھانا دینے کی رغبت دلاتے ہو یعنی اس فقیر کو جو اتنا نہیں پاتا کہ اسے کافی ہو - پھر فرمان ہوتا ہے کہ غفلت برتنے والے نمازیوں کی لئے ویل ہے یعنی ان منافقوں کے لئے جو لوگوں کے سامنے نماز ادا کریں ورنہ ہضم کر جائیں' یہی معنی حضرت ابن عباسؓ نے کئے ہیں' اور یہ بھی معنی ہیں کہ مقرر کردہ وقت ٹال دیتے ہیں جیسے کہ مسروق اور ابوالضحے کہتے ہیں -

حضرت عطاء بن دینار فرماتے ہیں خدا کا شکر ہے کہ فرمان باری میں عَنۡ صَلٰوتِهِمۡ ہے فِىۡ صَلٰوتِهِمۡ نہیں یعنی نمازوں سے غفلت کرتے ہیں فرمایا نمازوں میں غفلت برتتے ہیں نہیں فرمایا - اسی طرح یہ لفظ شامل ہے ایسے نمازی کو بھی جو ہمیشہ نماز کو آخری وقت ادا کرے یا عموماً آخری وقت پڑھے یا ارکان و شروط کی پوری رعایت نہ کرے یا خشوع و خضوع اور تدبر و غور و فکر نہ کرے - لفظ قرآن ان میں سے ہر ایک کو شامل ہے' یہ سب باتیں جس میں ہوں وہ تو پورا پورا بدنصیب ہے اور جس میں جتنی ہوں اتنا ہی وہ ویل ہے اور نفاق عملی کا حصہ دار ہے - صحیحین کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں یہ نماز منافق کی ہے یہ نماز منافق کی ہے' یہ نماز منافق کی ہے' کہ بیٹھا ہوا سورج کا انتظار کرتا رہے جب وہ غروب ہونے کے قریب پہنچے اور شیطان اپنے سینگ اس میں ملا لے تو کھڑا ہو اور مرغ کی طرح چار ٹھونگیں مار لے' جس میں خدا کا ذکر بہت ہی کم کرے' یہاں مراد عصر کی نماز ہے جو صلوٰۃ الوسطی ہے جیسے کہ حدیث کے لفظوں سے ثابت ہے یہ شخص مکروہ وقت میں کھڑا ہوتا ہے اور کوے کی طرح چونچیں مار لیتا ہے' جس میں اطمینان ارکان بھی نہیں ہوتا' نہ خشوع و خضوع ہوتا ہے بلکہ ذکر اللہ بھی بہت ہی کم ہوتا ہے اور کیا عجب کہ یہ نماز محض دکھاوے کی نماز ہو' تو پڑھی نہ پڑھی یکساں ہے - انہی منافقین کے بارے میں اور جگہ ارشاد ہے اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ يُخٰدِعُوۡنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمۡ وَاِذَا قَامُوۡۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوۡا كُسَالٰى يُرَآءُوۡنَ النَّاسَ وَلَا يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيۡلًا یعنی منافق خدا کو دھوکہ دیتے ہیں اور وہ انہیں' یہ جب بھی نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو تھکے ہارے بادل ناخواستہ صرف لوگوں کے دکھاوے کے لئے نماز گذارتے ہیں' خدا کی یاد بہت ہی کم کرتے ہیں - یہاں بھی فرمایا یہ ریاکاری کرتے ہیں' لوگوں میں نمازی بنتے ہیں -

طبرانی کی حدیث میں ہے ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جس کی آگ اس قدر تیز ہے کہ اور آگ جہنم کی ہر دن اس سے چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے' یہ ویل اس امت کے ریاکار علماء کے لئے ہے اور ریاکاری کے طور پر صدقہ خیرات کرنے والوں کے لئے ہے اور ریاکاری کے طور پر حج کرنے والوں کے لئے ہے اور ریاکاری کے طور پر جہاد کرنے والوں کے لئے ہے - مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص دوسروں کو سنانے کے لئے کوئی نیک کام کرے اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کو سنا کر عذاب کرے گا اور اسے ذلیل و حقیر کرے گا' ہاں اس موقعہ پر یہ یاد رہے کہ اگر کسی شخص نے بالکل نیک نیتی سے کوئی اچھا کام کیا اور لوگوں کو اس کی خبر ہو گئی اس پر اسے بھی خوشی ہوئی تو یہ ریاکاری نہیں' اس کی دلیل مسند ابو یعلیٰ موصلی کی یہ حدیث ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار نبوی میں ذکر کیا کہ حضور میں تو تنہا نوافل پڑھتا ہوں لیکن اچانک کوئی آ جاتا ہے تو ذرا مجھے بھی یہ اچھا معلوم ہونے لگتا ہے آپ نے فرمایا تجھے دو اجر ملیں گے ایک اجر پوشیدگی کا اور دوسرا ظہر کرنے کا - حضرت ابن المبارکؒ فرمایا کرتے تھے یہ حدیث ریاکاروں کے لئے بھی اچھی چیز ہے' یہ حدیث بروئے اسناد غریب ہے لیکن اس معنی کی حدیث اور سند سے بھی مروی ہے ابن جریر کی ایک بہت ہی ضعیف سند والی حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت اتری تو

حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ اکبر یہ تمہارے لئے بہتر ہے اس سے کہ تم میں سے ہر شخص کو مثل تمام دنیا کے دیا جائے' اس سے مراد وہ شخص ہے کہ نماز پڑھے تو اس کی بھلائی سے اسے کچھ سروکار نہ ہو اور نہ پڑھے تو خدا کا خوف اسے نہ ہو۔ اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کے وقت سے موخر کرتے ہیں' اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ سرے سے پڑھتے ہی نہیں' دوسرے معنی یہ ہیں کہ شرعی وقت نکال دیتے ہیں پھر پڑھتے ہیں' یہ معنی بھی ہیں کہ اول وقت میں ادا نہیں کرتے۔

ایک موقوف روایت میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تنگ وقت کر ڈالتے ہیں' زیادہ صحیح موقوف روایت ہی ہے۔ امام بیہقی بھی فرماتے ہیں کہ مرفوع تو ضعیف ہے ہاں موقوف صحیح ہے۔ امام حاکم کا قول بھی یہی ہے پس جس طرح یہ لوگ عبادت رب میں سست ہیں اسی طرح لوگوں کے حقوق بھی ادا نہیں کرتے' یہاں تک کہ برتنے کی کم قیمت چیزیں لوگوں کو اس لئے بھی نہیں دیتے کہ وہ اپنا کام نکال لیں اور پھر وہ چیز جوں کی توں واپس کر دیں' پس ان خسیس لوگوں سے یہ کہاں بن آئے کہ وہ زکوٰۃ ادا کریں یا اور نیکی کے کام کریں۔ حضرت علیؓ سے ماعون کا مطلب ادائیگی زکوٰۃ بھی مروی ہے اور حضرت ابن عمرؓ سے بھی اور دیگر حضرات مفسرین معتبرین سے بھی۔ امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی نماز میں ریاکاری ہے اور اس کے مال کے صدقہ میں روک ہے۔ حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں یہ منافق لوگ ہیں نماز تو چونکہ ظاہر ہے پڑھنی پڑتی ہے اور زکوٰ چونکہ پوشیدہ ہے تو ادا نہیں کرتے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ماعون ہر وہ چیز ہے جو لوگ آپس میں ایک دوسرے سے مانگ لیا کرتے ہیں جیسے کدال پھاوڑا دیگچی ڈول وغیرہ۔ دوسری روایت میں ہے کہ اصحاب رسولؐ اس کا یہی مطلب بیان کرتے تھے اور روایت میں ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم اس کی تفسیر یہی کرتے تھے۔ نسائی کی حدیث میں ہے ہر نیک چیز صدقہ ہے' ڈول اور ہنڈیا یا پتیلی مانگے پر دینے کو ہم آنحضرت کے زمانہ میں ماعون سے تعبیر کرتے تھے غرض اس کے معنی زکوٰۃ نہ دینے کے' اطاعت نہ کرنے کے' مانگی چیز نہ دینے کے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی بے جان چیزیں کوئی دو گھڑی کے لئے مانگنے آئے اس سے انکار کر دینا مثلاً چھلنی ڈول سوئی سل بٹا کدال پھاوڑا پتیلی دیگچی وغیرہ۔

ایک غریب حدیث میں ہے کہ قبیلہ نمیر کے وفد نے حضورؐ سے کہا کہ ہمیں خاص حکم کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ماعون سے منع کرنا' انہوں نے پوچھا ماعون کیا؟ فرمایا پتھر لوہا پانی' انہوں نے پوچھا لوہے سے مراد کون سا لوہا ہے؟ فرمایا یہی تمہاری تانبے کی پتیلیاں اور کدال وغیرہ' پوچھا پتھر سے کیا مراد؟ فرمایا یہی دیگچی وغیرہ۔ یہ حدیث بہت ہی غریب ہے بلکہ مرفوع ہونا منکر ہے اور اس کی اسناد میں وہ راوی ہیں جو مشہور نہیں۔ علی نمیری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا ہے آپ نے فرمایا مسلمان کا مسلمان بھائی ہے' جب ملے سلام کرے جب سلام کرے تو بہتر جواب دے اور ماعون کا انکار نہ کرے' میں نے پوچھا حضورؐ ماعون کیا؟ فرمایا پتھر لوہا اور اسی جیسی اور چیزیں۔ واللہ اعلم۔ الحمدللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کے احسان اور رحم سے اس سورت کی تفسیر بھی ختم ہوئی۔

تفسیر سورة الکوثر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ ۝۲ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ۝۳

ع